السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

فوت شدہ امیر کا فیصلہ جو کتاب وسنت سے بالاتر ہو۔ موجودہ امیر حالات کے پیش نظر بتدیل کر سکتا ہے کہ نہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

کتاب وسنت کے خلاف فیصلہ کو تبدیل کر کے اس کو کتاب وسنت کے مطابق کرنا جائز ہی نہیں بلکہ فرض اور ضروری ہے اور خلاف شرع فیصلہ کو حالات کے تقاضوں اور نزاکتوں کے بہانہ سے قائم رکھنا ہرگز جائز نہیں کہ یہ تحاکم الی الطاغوت ہے جو کہ کسی طرح بھی جائز نہیں ۔ کیونکہ یہ غلط فیصلہ برقرار رکھنا طاغوت (شیطان) کی پیروی اور شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے اور شریعت کی عملاً خلاف ورزی بحکم وَمَن يَعصِ اللَّهَ وَرَسولَهُ فَقَد ضَلَّ ضَلـٰلًا مُبينًا (الأحزاب :36) کھلی گمراہی ہے اس لیے قاضی اور مفتی پر شرعاً کم ازکم دو پابندیاں عاید ہیں ۔ اول یہ کہ وہ فیصلہ کے اجراء اور فتوی کے اصرار میں طاغوت کی پیروی سے حتی الامکان محترز رہے الله نے طاغوتی نظام کی مذمت کرتے ہوئے اس کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دے رکھا ہے فرمایا : وَقَد أُمِروا أَن يَكفُروا بِهِ (النساء :60) یعنی طاغوتی نظام کے ساتھ مکمل بائیکاٹ کا حکم ہے ۔

ثانی یہ کہ اسلام کے نظام عدل کے موافق عدل وانصاف پر مبنی فیصلے اور فتاوی صادر کئے جائیں : جیسا کہ سورۃ النساء میں ہے : وَإِذا حَكَمتُم بَينَ النّاسِ أَن تَحكُموا بِالعَدلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمّا يَعِظُكُم (آیت 58)اور جب لوگوں کا (مقدمہ) فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔ الله تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے ۔

الله تعالیٰ کے اس حکم سے واضح ہوا کہ غلط فیصلہ کو صحیح فیصلہ میں ڈھالنا شرعاً فرض ہے اور یہ انبیاء اور صلحاء کی سنت متوارثہ ہے چند نظائر پیش خدمت ہیں :

(حضرت سلیمان نے اپنے والد بزرگوار حضرت داوٗد علیہ السلام کا مندرجہ ذیل اجتہادی فیصلہ تبدیل کر دیا تھا قرآن میں ہے وَداوۥدَ وَسُلَيمـٰنَ إِذ يَحكُمانِ فِى الحَرثِ إِذ نَفَشَت فيهِ غَنَمُ القَومِ وَكُنّا لِحُكمِهِم شـٰهِدينَ (الانبیاء 78(1)

اور اسی نعمت سے ہم نے داوٗد (علیہ السلام) وسلیمان (علیہ السلام) کو سرفراز کیا ۔ یاد کرو وہ موقع جبکہ وہ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئی تھیں، اور ہم ان کی عدالت خود دیکھ رہے تھے ۔ فَفَهَّمنـٰها سُلَيمـٰنَ وَكُلًّا ءاتَينا حُكمًا وَعِلمًا ۔ الانبیاء 79۔ اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا ، حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا ۔

اس مقدمے کی تفصیل مفسرین نے عموماً یہ بیان کی ہے کہ حضرت داوداور سلیمان کے پاس دو آدمی اپنے مقدمے لے کر آئے ۔ ایک کہنے لگا کہ اس شخص کی بکریاں رات کے وقت میرے کھیت میں گھس کر ساری کھیتی چرچگ گئی ہیں ۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے نقصان اور بکریوں کی قیمت کا اندازہ لگا کر فیصلہ دیا کہ تم اس کی بکریاں لے لو ۔ حضرت سلیمان نے اپنے والد بزرگوار کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا اور کہا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں کہ وہ ان کے دودھ وغیرہ سے گزراوقات کرے اور بکریوں والے کو کھیت سپرد کر دیا جائے کہ آبپاشی وغیرہ سے اس کی اصلاح کرے ۔ یہاں تک کہ کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو کھیت اور بکریاں اپنے اپنے مالکوں کو واپس کر دیئے جائیں ۔ اسی فیصلہ کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ ہم نے اس مقدمہ کا ٹھیک فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا ۔ تفسیر بن کثیر عربی ج3ص 191۔

رسول الله ﷺ نے بھی درج ذیل غلط فیصلہ کو تبدیل کر دیا تھا ۔ (2)

حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں ۔ جاءَ أَعرابِيٌّ فَقالَ يا رَسولَ اللَّهِ اقضِ بَينَنا بِكِتابِ اللَّه الحدیث ۔ کہ ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا ، یا رسول الله ! ہمارے درمیان کتاب الله سے فیصلہ کر دیجئیے ۔ دوسرے فریق نے بھی یہی کہا کہ اس نے سچ کہا ہے ۔ آپ ہمارا فیصلہ کتاب الله کے مطابق کر دیں ۔ دیہاتی نے کہا کہ میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا ۔ پھر اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا ۔ قوم نے کہا تمہارے لڑکے کو رجم کیا جائے گا ، لیکن میں نے اپنے لڑکے کے اس جرم کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دے دی ، پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لیے ملک بدر کر دیا جائے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، میں تمہارا فیصلہ کتاب الله ہی سے کروں گا ۔ باندی اور بکریاں تو تمہیں واپس لوٹا دی جاتی ہیں ، البتہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لیے ملک بدر کیا جائے گا ۔ (صحیح البخاری باب هل یجوز للحاکم ان یبعث وحده للنظر فی الامور ج2 ص 1067 وباب الاعتراف بالزنی ج2ص 1008 مزید تفصیل کے لیے فتح الباری باب هل یجوز للحاکم ان یبعث وحده ج12 ص 165 وباب الاعتراف بالزنا ج13ص 229)

زینب بن کعب کہتی ہیں کہ مجھے ابو سعید خدری کی ہمشیرہ فریعہ بنت مالک نے بتایا کہ جب میرے شوہر کو اس کے باغی غلاموں نے قتل کر دیا تو میں نے رسول الله کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت ! میرے شوہر کو اس کے غلاموں نے قتل کر دیا ۔ جبکہ میرے شوہر نے کوئی ملکیتی مکان چھوڑا ہے اور نہ نان ونفقہ ۔ لہٰذا کیا میں اپنے آبائی گھر میں جا سکتی ہوں تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی ۔ جب میں لوٹ کر تھوڑی دور آئی تو آپ ﷺ نے مجھے واپس بلا کر فرمایا کہ جب تک تیری عدت پوری نہ ہو جائے تو والدین کے گھر نہیں جا سکتی ، چنانچہ میں نے چار ماہ دس دن شوہر کے گھر عدت پوری کی ۔ (رواہ مالک والترمذی وابوداوٗد وابن ماجہ مشکوۃ ص 289)

قبیصہ بن ذویب نامی نے حضرت ابو بکر صدیق سے اپنے پوتے کے ترکہ سے اپنا حصہ طلب کیا تو ابو بکرؓ نے فرمایا میرے علم کے مطابق کتاب وسنت میں آپ کا حصہ کوئی ذکر نہیں ، لہٰذا آپ فی الحال واپس چلی جائیں ۔ میں مزید تحقیق کے لئے فرمایا اس وقت آپ کے آپ کے حصہ کے متعلق اہل علم سے پوچھوں گا ۔ جب اہل علم سے بات ہوئی تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے بتایا کہ رسول الله ﷺ نے ایک دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا ۔ ابو بکر

ساتھ کوئی اور بھی تھا تو محمد بن سلمہ نے کھڑے ہو کر وہی کچھ کہا جو مغیرہ نے بیان کیا تھا، تب حضرت ابو بکر نے اپنا فیصلہ واپس لیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نافذ کر دیا۔ (سنن ابی داؤد باب فی الجدۃ۔ ج2ص45)

جناب مسروق بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ کوئی شخص چار سو درہم سے زیادہ مہر نہ باندھے تو ایک عورت نے آیت وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا سناتے ہوئے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مہر میں ایک خزانہ دینے کی اجازت دے رکھی ہے تو، لہٰذا آپ کہ یہ پابندی عائد کرنے کا حق نہیں۔ تو حضرت عمر فاروق نے منبر پر تشریف فرما کر اپنا یہ حکم واپس لے لیا۔ اسنادہ جید قوی۔ (تفسیر ابن کثیر ج1 سورۃ نساء 20ص467)

حضرت علی کے پاس ایک زانی لایا گیا اور اس نے زنا کا اقرار کیا۔ حضرت علی نے پوچھا کہ تو شادی شدہ ہے۔ اس نے کہا ہاں شادی شدہ ہوں تو حضرت علی نے اس کو جیل بھیج دیا۔ دوپہر کے بعد بلایا اور لوگوں کے سامنے اس کا واقعہ بیان کیا تو حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ اس نے نکاح ہے مگر جماع نہیں کیا تو راز کھلنے پر حضرت علی بہت خوش ہوئے اور رجم کا حکم واپس لیتے ہوئے اس کو سو کوڑے لگائے۔ (سنن سعید بن منصور باب ماجاء فی الرجل یزنی ج3ص211)

اسی طرح کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی نے چند زندیقوں کو آگ میں جلا ڈالا تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن عباس کو اس کا علم ہوا تو حضرت علی کے اس غلط فیصلہ پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ علی کو آگ کا عذاب دینے کا حق نہ تھا۔ ان کو قتل کرنا چاہیے تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے من بدل دینہ فاقتلوہ۔ (صحیح البخاری باب حکم المرتد والمرتدۃ ج2ص1023)

ہزیل بن شر جبیل کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے سوال ہوا کہ ورثا میں ایک بیٹی۔ ایک پوتی اور ایک بہن ہو تو ترکہ کیسے تقسیم ہو گا تو ابو موسیٰ نے کہا کہ آدھا ترکہ بیٹی کو اور دوسرا آدھا بہن کو ملے گا اور توتی محروم رہے گی اور کہا کہ ابن مسعود سے مزید تصدیق کر لیں۔ سائل نے جا کر عبداللہ بن مسعود سے جب ابو موسیٰ کا فتویٰ بیان کیا تو انہوں نے کہا لقد ضللت اذا وما انا من المتہدین اقضی فیھا بما قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر میں اس فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ٹھیک رستہ سے بھٹک چکا ہوں گا میں تو اس مسئلہ میں وہی حکم دوں گا جو نبی ﷺ نے حکم دیا تھا، یعنی بیٹی کو آدھا اور پوتی کو چھٹا تاکہ دو تہائی پوری ہو جائیں اور باقی بہن کو ملے گا۔ صحیح بخاری باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ ج2ص997 ان آٹھ مثالوں پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوا کہ کتاب وسنت کے خلاف فیصلے اور فتوی تبدیل کر دینا فرض ہے خواہ غلط فیصلہ کرنے والا امیر المومنین یا امیر جماعت ہو۔ لا حجۃ لاحد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص869

محدث فتویٰ